السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محمد اسلم لندن سے دریافت کرتے ہیں کہ جس شخص کو دنیا میں اس کے جرم کی سزا مل جاتی ہے ۔ اور قانون کے مطابق وہ سزا پوری کرلیتا ہے کیا آخرت میں اس سے باز پرس ہوگی اور دوبارہ عذاب نہیں ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں سزا کے بارے میں دو نقطہ نظر ہیں ۔ ایک یہ کہ اس سے گناہوں کا کفارہ بھی ہوجاتا ہے ۔ دوسرا یہ کہ محض ڈرانے اور تنبیہ کے لئے ہے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے اور زیادہ صحیح اور قرین قیاس یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ جرم اور گناہ کی سزا بھگتنے کے ساتھ جو شخص خالص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اسے آخرت کے عذاب سے بچائے گا ۔

اس سلسلے میں مسلم شریف کی وہ حدیث جو حضرت ماعزا سلمیؓ کے بارے میں ہے تائید کرتی ہے کہ ان پر حد جاری ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا : ''لقد تاب توبة لو قسمت بین لو سعتھم ۔'' (مسلم مترجم ج ۲ کتاب الحدود باب حد الرتا ص ۳۲۶)

''انہوں نے ایسی توبہ کی جسے اگر اس امت کے گناہ گاروں پر تقسیم کیا جائے تو ان سب کے لئے کافی ہوگی ۔''

غامدیہ کی حدیث جو مسلم شریف ہے اس میں یہ مذکور ہے کہ حد جاری ہونے کے بعد رسول کریم ﷺ نے جب ان کی نماز جنازہ پڑھی تو حضرت عمر فاروق نے کہا کہ آپ اس عورت کو جنازہ پڑھ رہے ہیں جس نے زنا کا ارتکاب کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''لقد تاب توبة لو قسمت بین سبعین من اہل المدینة لو سمعتھم ۔'' (مسلم مترجم ج ۲ کتاب الحدود باب حد الرتا ص ۳۲۶)

''کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر اسے مدینہ کے ۷۰ آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہے ۔''

قرآن کریم میں جہاں باغیوں اور فسادیوں کی سزاؤں کا ذکر ہے وہاں انہیں دنیا کے عذاب کے ساتھ آخرت کے عذاب کی نوید بھی سنائی گئی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ۔

إِنَّما جَزٰؤُا الَّذينَ يُحارِبونَ اللَّهَ وَرَسولَهُ وَيَسعَونَ فِى الأَرضِ فَسادًا أَن يُقَتَّلوا أَو يُصَلَّبوا أَو تُقَطَّعَ أَيديهِم وَأَرجُلُهُم مِن خِلٰفٍ أَو يُنفَوا مِنَ الأَرضِ ذٰلِكَ لَهُم خِزىٌ فِى الدُّنيا وَلَهُم فِى الءاخِرَةِ عَذابٌ عَظيمٌ ۳۳ ... سورة المائدة

''یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد بپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کردیا جائے یا وہ سولی پر لٹکا دیئے جائیں یا ان کے مختلف ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کردیا جائے ۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہوگا ۔''

اس سلسلے میں بخاری شریف میں جو حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ہے جس میں صرف سزا کا ذکر ہے اس سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ محض سزا ہی گناہ کا کفارہ بن سکتی ہے ۔ حدیث کے الفاظ ہیں

''ان رسول اللہ ﷺ قال وحولہ عصابة من اصحابہ بایعونی علی الا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وار جلکم و تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا (فعوقب بہ فی الدنیا فھو کفارة لہ ومن اصاب من ذلک شیئا ثم سترہ اللہ فھو الی اللہ ان شاء عفا عنہ وان شاء عاقبہ فبایعناہ علی ذلک ۔'' (مشکوٰة للالبانی ج ۱ کتاب الایمان ص ۱۳ رقم لحدیث ۱۷

''حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے گرد صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بیٹھی تھی اور آپ فرمارہے تھے کہ تمہیں میرے ساتھ یہ عہد کرنا ہوگا (یعنی میری بیعت کرو) کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراؤ گے 'مال میں اسراف سے کام نہیں لوگے 'زنا کا ارتکاب نہیں کروگے 'اپنی اولادوں کو قتل نہیں کروگے اور آگے یا پیچھے کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور نیکی کے کاموں میں مخالفت نہیں کروگے ۔ جس نے اس عہد کو پورا کیا تو اللہ اسے اس کا ضرور اجر دے گا اور جس کسی نے ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کرلیا پھر اسے اس کی دنیا میں سزا بھی دے دی گئی تو وہ اس کے لئے گناہ سے کفارہ ہوگی اور جس کسی نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا پھر اللہ نے اس کے جرم پر پردہ ڈال دیا (یعنی کسی کو پتہ نہ چل سکا) تو اسے اللہ چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو سزا دے ۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان باتوں پر حضور ﷺ سے بیعت کی ۔''

اب یہ صحیح ہے کہ اس حدیث میں بظاہر توبہ کا ذکر نہیں لیکن سیاق و سباق 'قرآنی آیت اور دوسری احادیث سے یہی بات واضح ہوتی ہے کہ کفارہ تو دراصل توبہ ہی سے ہوگا کیونکہ اس روایت میں بھی حضور ﷺ نے یہ عہد مومنین سے لیا اور ظاہر ہے مومن سے جو گناہ سرزد ہوتا ہے اور پھر اس کو اس کی سزا ملتی ہے تو وہ یقیناً شرمندہ ہوتا ہے اور حقیقت میں اس ندامت اور شرمندگی کا نام ہی توبہ ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ صراط مستقیم]

ص557

محدث فتویٰ